

ہم میلاد کیوں مناتے ہیں؟

مولانا ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز (کیسٹ اینڈ سی ڈی سنٹر)
دکان نمبر 6-5 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042-37115771
042-37115772
0321-9407699
0315-9407699

فہم دین 11 جلدیں

مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

بانی
ادارہ صراط مستقیم
پاکستان

کا اہم اور اچھوتے موضوعات پر لٹریچر











S.M

صراط مستقیم پبلیکیشنز
5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
0315 / 0321 - 9407699,0321-8654956



قرآن وسنت کے پیغام کو عام کرنے

دین اسلام کی ترویج و اشاعت کیلئے

اسلام کی آفاقی تعلیمات سے عوام کو روشناس کروانے کیلئے

کنز العلماء مفکر اسلام بحر العلوم

مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب مدظلہ العالی

کے تمام کتب ورسائل عوام الناس میں تقسیم کرنے کیلئے

50% رعایت پر حاصل کریں

بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے رابطہ فرمائیں

صراط مستقیم پبلی کیشنز

6-5 مرکز الاویس
دربار مارکیٹ لاہور

0315,0321-9407699

0321-8654956

اَلْحَمْدُلَکَ اللّٰھُمَّ یَا مُجِیْبَ کُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ ھُوَاَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ذَوِی الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ بِفَضْلِ اللہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

وارثانِ منبر و محراب ارباب فکر و دانش، اصحاب محبت و مودت
رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے آج ہم سب کو اس عظیم الشان محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ منتظمین کے انتظام کو اور شرکاء کی شرکت کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔
آج اس اجتماع میں ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

ہم میلاد کیوں مناتے ہیں؟

میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور اس کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے آغاز ہی میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں جو کچھ بیان کروں گا انشاءاللہ ہر لفظ کا آخری سانس تک تحفظ کروں گا اور جسے گفتگو کے دوران کوئی چیز سمجھ نہ آئے، کوئی اعتراض ذہن میں آئے، کوئی شک وشبہ پیدا ہو جائے تو وہ اسی وقت پوچھ سکتا ہے۔ تا کہ کل کوئی منتظمین کو یہ نہ کہے کہ وہ آئے تھے بیان کر کے چلے گئے یہ بات ایسی تھی کہ ہم نے پوچھنا تھی۔

میں اپنی طرف سے دعوت دے رہا ہوں جس نے جو پوچھنا ہو وہ پوچھ لے اور اس کے بعد جو کچھ ہم فکر پیش کریں گے قرآن وسنت سے اس کو ہر موڑ پہ ثابت کرنا یہ ہماری ذمہ داری ہے اور انشاءاللہ اس کو ثابت کریں گے۔

ہم محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں مناتے ہیں؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس محفل میلاد کا انعقاد صحابہ کرام علیھم الرضوان نے کیا، اس محفل کو پسند رب ذوالجلال نے کیا اور اس محفل پر انعام کی تقسیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی لہٰذا یہ سبب ہے کہ ہم اس محفل کا انعقاد کرتے ہیں۔

یہ کوئی رسم نہیں، یہ کوئی رواج نہیں، یہ کوئی کسی بادشاہ کا گھڑا ہوا طریقہ نہیں، یہ بعد کی صدیوں بعد کا بنایا ہوا کوئی فنکشن نہیں، محفل میلاد وہ تقریب ہے، جس کا انعقاد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مدینہ شریف میں کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل کی تصدیق کی اور رب ذوالجلال نے عرش سے اپنی رحمت کا سندیسہ بھیج دیا۔

مسجد نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں محفل میلاد

سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ایک اجتماع جاری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صحابہ کو اکٹھے بیٹھے ہوئے دیکھا حالانکہ ان کی مصروفیات بہت زیادہ تھیں ہر وقت کسی نہ کسی غزوہ میں، کسی معرکہ میں، کسی نئے افق پر دین کی شمع روشن کرنے میں مصروف تھے اس کے باوجود ایک جلسہ انہوں نے منعقد کر رکھا تھا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ قَالَ آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللَّهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ

شعب الایمان للبیہقی جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۴۰۰ دار الکتب العلمیہ بیروت

مسلم شریف کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۴۶ قدیمی کتب خانہ

معجم الکبیر للطبرانی جلد نمبر ۱۹ صفحہ نمبر ۳۱۱ دار الاحیاء التراث بیروت

طبرانی نے معجم کبیر میں اس حدیث کو روایت کیا اور بیہقی نے شعب ایمان میں اس حدیث کو لکھا ہے، امام مسلم نے صحیح مسلم شریف کی دوسری جلد میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور صرف ایک حرف کے اختلاف کے ساتھ یعنی طبرانی اور شعب ایمان میں (من علینا بِكَ) ہے اور مسلم شریف میں (من به علینا) ہے مطلب ایک ہی ہے فرق نہیں ہے کیونکہ به میں ضمیر کا مرجع اسلام ہے اور یقیناً اسلام کی وجہ سے احسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ ہی سے ہوا ہے اور سند صحیح کے ساتھ یہ مضمون روایت کیا گیا ہے کہ

جس وقت ہمارے نبی علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے تو سرکار علیہ السلام نے صحابہ کرام سے پوچھ لیا۔

مَا اَجْلَسَکُمْ

میرے صحابہ یہ جلسہ کیسا ہے' کس محبت نے تمہیں بٹھا رکھا ہے، کیا بیان ہو رہا ہے جو فرش زمین پر بیٹھ کر عرش بریں کی خبریں دیں وہ اپنی مسجد کے جلسہ سے ناواقف نہیں تھے پوچھنے میں حکمت یہ تھی کہ آج میرے کہنے پر میرے صحابہ جو جواب دیں گے اور پھر جب میں انکی تصدیق کر دوں گا تو وہ کل قیامت تک کے آنے والے میرے غلاموں کا جواب بن جائے گا

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انداز

بخاری شریف میں ہے میرے نبی علیہ السلام کے پاس حضرت ام حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حارثہ میرا لاڈلہ بیٹا شہید ہو گیا ہے اگر وہ جنت میں پہنچ گیا ہے پھر تو میں صبر کر لیتی ہوں اور اگر جنت میں نہیں پہنچا تو پھر مجھے رونے کی تو اجازت دے دو میں اپنے حارثہ کو رولوں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں یہ نہیں فرمایا جو آج کچھ لوگ نبوت کا تعارف کرواتے ہیں کہ وہ ہم جیسے اور ہم ان جیسے' ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ حارثہ کی امی مجھ سے مسئلہ نماز کا پوچھو، روزے کی بات پوچھو یہ حارثہ کہاں گیا یہ تو غیب کی بات

ہےاور میں غیب جانتا نہیں ہوں اور جب ہم نے اسے مٹی میں دفن کیا تو پھر وہ حارثہ اور کہاں گیا ہوگا یہ تبصرہ نہیں کیا بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا

يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى

صحیح البخاری کتاب الجھاد والسیر باب من اتاہ سھم غرب جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۳۹۴ قدیمی کتب خانہ کراچی

حارثہ کی امی تم ایک جنت کی بات کرتی ہو میرے رب کی تو بہت سی جنتیں ہیں اور میں جانتا ہوں کہ تیرا حارثہ کس جنت میں ہے آپ نے ارشادفرمایا کہ اے ام حارثہ تیرا بیٹا تو سب سے اونچی جنت میں پہنچ چکا ہے۔

سات آسمانوں کے پار جنت ہے تو جو مدینہ شریف میں بیٹھ کر سات آسمانوں کے اوپر جنت میں کسی کے پہنچنے کی اطلاع دیکھ کر دے سکتے ہیں وہ اپنی مسجد کے جلسے سے ناواقف ہوں یہ ہونہیں سکتا تھا۔ بلکہ آپ نے امر عظیم کیلئے پوچھا تا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جو جواب دیں گے میں اس کی رجسٹریشن کر دوں گا اللہ تعالی کی طرف سے اس پر انعام اتر جائے گا تو قیامت تک جو میری بزم سجائیں گے ان کو جو بھی طعنہ دیں گے وہ انہیں اپنا نہیں ہمارا جواب پڑھ کر سنا دیں گے۔

اب صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جواب سنو! صحابہ کیا جواب دیتے ہیں میں اس واسطے عربی عبارت پڑھ رہا ہوں ایک تو کسی کو شک نہ رہے اور دوسرا یہ ہے کہ ہم چونکہ اس محفل کی تقلید کر رہے ہیں، اسی محفل کا عکس ہم پیش کر رہے ہیں تو جن باتوں کی خوشبو وہاں تھی ان کی خوشبو یہاں بھی ہو جائے۔

چونکہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کے الفاظ ہمارے لئے بہترین تبرک ہیں اور محفل کیلئے بہترین مہک ہیں جب نبی علیہ السلام نے پوچھا میرے صحابہ تمہارے اس جلسے کا عنوان کیا ہے، آج تمہارے اس جلسے کا موضوع کیا ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کا موضوع بیان کیا عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهُ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلإِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ

خلاصہ یہ ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کے ہمارے اس جلسے کا موضوع بس یہ ہے کہ ہم سارے بیٹھ کے یہ کہہ رہے ہیں کہ

فضل رب العلی اور کیا چاہیے؟
مل گئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کیا چاہیے

جَلَسْنَا

اسکا معنی یہ ہے کہ ہم بیٹھے ہیں جیسے آج تم بھی بیٹھے ہو صحابہ نے عرض کیا کہ ہم بیٹھے ہیں۔

نَذْكُرُ اللّٰهَ

خدا کو یاد کر رہے ہیں اور اس کو پکار رہے ہیں (جس طرح تم نعرۂ تکبیر لگاتے ہو)

وَ نَحْمَدُهٗ

اور اس کی تعریف کر رہے ہیں سبب کیا بنا؟

عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ

اس رب نے ہمیں اس دین اور اسلام کی ہدایت دی ہے۔

وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ

اور اس رب نے تجھے بھیج کر ہم پر کرم فرمایا ہے

(وَمَنَّ عَلَيْنَا) اس نے ہم پہ احسان کیا (بِكَ) تمہارے صدقے تمہاری وجہ سے، تمہاری آمد سے، تمہاری جلوہ گری سے، تمہاری ولادت سے جو ہم پہ احسان ہوا ہے ہم اس کا حوالہ دے رہے ہیں، رب کا شکر ادا کر رہے ہیں۔

اہل حق مبارک ہو تمہیں صدیاں گزر گئی ہیں آج بھی تم اس موضوع کا جلسہ بھی منعقد کرتے ہو جس میں روح یہ ہوتی ہے کہ امت کے افراد باوضو، با ادب بیٹھ کر رب کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اے اللہ تو نے انہیں بھیجا، ہم پر کرم فرمایا ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان کہنے لگے۔

وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ

(صحیح المسلم کتاب الذکر والدعا باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن)

(سنن الترمذی کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ ما جاء فی القوم یجلسون فیذکرون اللہ عزوجل)

ہم یہ بیان کررہے ہیں کہ اس جلسہ کا موضوع نماز کے مسائل نہیں ہیں، اس جلسہ کا موضوع روزے کے احکام نہیں ہیں، اس جلسہ کا موضوع حج کا طریقہ نہیں۔

پیکر حبیب کبیریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتیں

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سارے بیٹھ کے اس بات کو بیان کر رہے ہیں کہ ایک وقت تھا ہمیں کوئی جانتا نہیں تھا، ہمیں کوئی پوچھتا نہیں تھا، ہماری کوئی حیثیت نہیں تھی، ہم عرب کے وحشی ماحول میں رہنے والے تھے، تہذیب وتمدن اور سیوی لائزیشن سے ہمارا کوئی تعلق نہیں تھا، اندھیروں میں ہمارے بسیرے تھے اور صراط مستقیم سے کوسوں دور ہمارے ڈیرے تھے، آج وقت وہ آیا ہے تمہاری ولادت اور جلوہ گری سے اتنی عظمت ملی ہے کہ اب بلال اگر زمین پر چلے تو قدموں کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی ہے۔

اب فرشتے جھک جھک کے ہمیں سلام کرتے ہیں اب ہمیں ہدایت کا ستارہ کہا جاتا ہے، اب صراط مستقیم کا تعارف ہمارے ناموں سے ہوتا ہے اب ہم فرش پہ ہوتے ہیں ہمارے چرچے عرش پہ ہوتے ہیں۔

جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کے ہمیں انمول کر دیا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری آمد سے جو کانٹے گلاب بن گئے

اور ذرے آفتاب بن گئے ہم اسکا ذکر کر رہے ہیں، رب کا شکر ادا کر رہے ہیں، یہ جواب صحابہ کرام علیہم الرضوان ں نے جلسہ منعقد کرنے پہ دیا

جب نبی علیہ السلام نے انکا یہ جواب سنا تو اس پر کوئی تبصرے ہو سکتے تھے جن لوگوں کی آج یہ رائے ہے کہ یہ ٹائم ضائع کرنے کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں تو نبی علیہ السلام کے صحابہ کا ٹائم ہم سے کئی ہزار مرتبہ قیمتی تھا۔

صحابہ کرام کے ایک ایک لمحے کی قدر و قیمت

ابن ماجہ شریف میں یہ حدیث شریف ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحابہ کے ٹائم کی ویلیو بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لَمَنَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ

(مرقات شرح مشکوۃ جلد نمبر ۱۱، صفحہ ۲۷۴ مکتبہ امدادیہ ملتان)

اے بعد والو! تم زندگی بھر کی نمازیں، روزے، حج، زکوٰۃ، جہاد اور تہجد اور سارے اچھے کام ایک پلڑے میں رکھو اور صحابی کی ایک لحہ کی نیند دوسرے پلڑے میں ہو تو ان کی نیند والا پلڑا بھاری ہو جائے گا، کتنا زرخیز وقت ہے صحابہ کرام کا' انہوں نے ٹائم نکالا ہے اور پھر نبی علیہ السلام نے سن کے یہ نہیں فرمایا کہ میرے صحابہ کتنا جہاد کرنا ابھی باقی ہے، کتنی تبلیغ ابھی باقی ہے۔ تم بیٹھے جلسے منعقد کر رہے ہو، ابھی تو لوگوں کو کلمہ پڑھانا ہے میں نے آنا تھا آ گیا ہوں، احسان ہونا تھا ہو گیا۔ اب اس احسان پر جلسوں کی ضرورت کیا ہے؟ یہ بھی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما سکتے تھے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام سے بڑھ کر امت کے ٹائم کی قیمت کو کون جان سکتا

ہے اور کون حفاظت کر سکتا ہے میرے محبوب علیہ السلام نے نہ غصے کا اظہار کیا، نہ ناراضگی کا اظہار کیا اور نہ ہی کوئی ایسا تبصرہ کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قسم لی اس عمل کیلئے جس کی کوئی مثال نہیں تھی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلا ذَالِكَ؟

میرے صحابہ اب تم مجھے حلف دو کہ واقعی تم بیٹھے یہ باتیں کر رہے تھے۔ ہزاروں حدیثوں کا ذخیرہ جو میری نظر کے سامنے ہے اس ذخیرہ سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ نبی علیہ السلام کے سامنے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کس کام کیلئے کہا ہے کہ ہم یہ کام کر رہے ہیں نبی علیہ السلام نے قسم نہیں مانگی یہاں باقاعدہ حلف چاہا کہ واقعی تم میری آمد کا ذکر کر کے رب کا شکر ادا کر رہے ہو۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے باقاعدہ حلف دیا لفظ یہ تھے

وَاللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلا ذَالِكَ

خدا کی قسم ہے ہمارا اور کوئی مقصد نہیں بس یہی کہہ رہے تھے۔

فضل رب العلی اور کیا چاہیے

مل گئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کیا چاہیے

جب یہ حلف ہو گیا نبی علیہ السلام کی نگاہ چونکہ سارے حالات دیکھ رہی تھی آج جب ہم نے اس حدیث کو بیان کرنا تھا تو تھرڈ پرسن لوگوں نے یہ سن کر کہا کہ میلاد کا ثبوت دیتے دیتے مزید پھنس گئے کیسے کہ ادھر تو عقیدہ

یہ ہے کہ پیغمبر دلوں کی باتیں بھی جانتے ہیں اور ادھر حلف کیوں لے رہے ہیں قسم تو وہ لیتا ہے جس کو پتہ نہیں کہ دل میں کیا ہے تا کہ تاکید ہو جائے حلف وہ لیتا ہے جو دل سے بے خبر ہے تو اگر دل کی بات جانتے تھے تو قسمیں لینے کی ضرورت کیا تھی ویسے جب جانتے تھے تو پھر حلف کیوں لیا آج کسی نے اعتراض کرنا تھا میرے نبی علیہ السلام نے اسی جلسے میں جواب دے دیا۔

تیری نظر خارزار شب میں گلاب تحریر کر چکی تھی
اجاڑ نیندوں کے خواب میں انقلاب تحریر کر چکی تھی
میرے ذہن کے فلک پر جو سوال چمکے تو میں نے دیکھا
تیرے زمانے کی خاک ان کے جواب تحریر کر چکی تھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ

صحابہ سنو! میں نے شک کی وجہ سے حلف نہیں لیا مجھے تمہارے کام کے بارے میں شک نہیں تھا۔ میں نے حلف کیوں لیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہارے عمل کی عظمت کو ظاہر کرنا تھا اور جو تم نے محفل منعقد کی اس کا اعزاز بنانا تھا۔

إِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ

میرے صحابہؓ تم تھے بزم میلاد میں اور میں تھا کاشانہ نبوت میں، میرے رب نے مجھے بھی دیکھا تمہیں بھی دیکھا تو رب ذوالجلال نے جبریل علیہ السلام کو میرے پاس بھیجا ابھی وہ مجھے پیغام دے کے گئے ہیں کہ پیغمبر اپنے صحابہ کو بتادو کہ رب یہ فرمارہا ہے کہ اے فرش زمیں پر محفل میلاد منانے والو! عرش بریں پر رب تمہیں یاد فرمارہا ہے

اَتَانِی جِبْرِیلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِی

میرے پاس جبریل امیں آئے انہوں نے مجھے خبر دی

اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یُبَاهِی بِکُمُ الْمَلَائِکَۃَ

(صحیح المسلم کتاب الذکر والدعاء باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن)

(سنن الترمذی کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ ما جاء فی القوم یجلسون فیذکرون اللہ عزوجل)

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر کررہا ہے

رب ذوالجلال فرشتوں کو تمہاری طرف متوجہ کر کے تمہارا جلسہ دکھا کے رب فرشتوں کو کہتا ہے یہ ہوتے ہیں امتی، یہ ہیں میرے محبوب علیہ الصلوۃ و السلام کے غلام، یہ احسان فراموش نہیں نکلے کہ پیغمبر سے قرآن تو وصول کر لیں اور ایمان وصول کرلیں لیکن اپنے نبی علیہ السلام کو بھول جائیں۔

اے میرے فرشتو! آج بھی ان کو دیکھو وہ بیٹھ کر میرا شکر ادا کررہے ہیں۔

تو رب ذوالجلال اس بزم کو دیکھ کر آسمان پر فخر فرمارہا تھا فخر ذکر کے بغیر نہیں ہوتا

ہرایک کا نام لیا ہرایک کا چرچا ہوا تو محفل میلاد رسم نہیں، رواج نہیں یہ معمولی کار ثواب نہیں اتنا بڑا کارِ ثواب ہے کہ اس کا اجتماع تو فرش زمیں پر ہوتا ہے بھائیو حاضری عرش بریں پر لگائی جاتی ہے۔

آج کسی کا نام کوئی تھانے، کچہری میں لے لے' کسی دفتر میں لے لے تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتا میرا نام تھانوں میں چلتا ہے ایوانوں میں گھومتا ہے کہاں کے یہ ایوان اور کہاں وہ احکم الحٰکمین کی بارگاہ۔

محفل میلاد میں بیٹھنے کی فضیلت

محفل میلاد میں آنے والو! یہاں بڑے مقدر والا کوئی آتا ہے ایک سادہ بندہ جسے محلے میں بھی کوئی جانتا نہ ہو۔اس بزم کا کمال ہے کہ جب وہ اس محفل میلاد میں آبیٹھتا ہے تو اس وقت وہ بیٹھا تو فرش زمیں پر ہے لیکن اس کا چرچا عرش پہ ہو گیا ہے بات سوچنے کی ہے جن کا نام سننے سے اتنا کام بنتا ہوان کی ذات کے فیض کا عالم کیا ہو گا کہاں تک انسان کو پہنچایا گیا اس کی عظمت کتنی بڑی ہے۔رب ذوالجلال نے نام لیا فرشتو فلاں بھی بیٹھا ہے فلاں بھی بیٹھا ہے فلاں بھی آ گیا ہے رب ذوالجلال تذکرہ بھی کر رہا ہے اور ساتھ اپنے بندوں کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے۔

صحابہ کرام کا عمل اور جشن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جس وقت عرش سے یہ پیغام آیا ایگزیکٹ اس ٹائم صحابہ کا عمل کیا تھا؟ کیا

میدان بدر میں تھے؟ یا احد میں تھے؟ وہ خندق میں تھے یا حنین میں تھے؟ وہ کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھے یا عرفات میں وقوف کر رہے تھے؟ وہ حالت رکوع میں تھے یا حالت سجود میں تھے۔ کیا عمل تھا ان کا؟ رب کعبہ کی قسم ہے یہ کام سب انہوں نے کیے بار ہا کیے مگر جس وقت کی میں بات کر رہا ہوں اس وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان نہ بدر میں تھے، نہ احد میں تھے، نہ خندق میں تھے، نہ حنین میں تھے، نہ یرموک میں تھے، نہ تبوک میں تھے، نہ حالت طواف میں تھے، نہ حالت سجود میں تھے، نہ حالت وقوف میں تھے، نہ حالت رکوع میں تھے، نہ حالت سجود میں تھے، نہ حالت جہاد میں تھے بلکہ وہ تو محفل میلاد میں تھے۔ انہوں نے ثابت کیا بعد والو! سوچنا ہم سے بڑا متقی کون ہو سکتا ہے اور ہم سے بڑا نائم کی اہمیت کو جاننے والا اور کون ہو سکتا ہے۔

ہم بدر میں بھی جاتے ہیں، احد میں بھی جاتے ہیں، خندق میں بھی جاتے ہیں، حنین میں بھی جاتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں، روزہ بھی رکھتے ہیں، حج بھی بڑا ضروری ہے، جہاد بھی ضروری ہے مگر بیٹھ کے کچھ وقت محبوب کی یاد بھی ضروری ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جو یہ مقدس عمل تھا اس کو رب ذوالجلال نے پسند بھی کیا اور فرشتوں کے سامنے ان پر فخر بھی کیا۔ آج بھی ہمیں امید ہے کہ کوئی شخص ریا کے بغیر آداب کے ساتھ ایسی محفل میں آجاتا ہے اس پر بھی ابر کرم برسنے کی قوی امید ہے اللہ کے فضل سے اس واسطے کہ ایسے اعزازامت کیلئے عام ہوتے ہیں۔

میدان عرفات میں حاجیوں کو رب کا سلام

حدیث صحیح میں ہے کہ میرے نبی علیہ السلام میدان عرفات میں ہیں حج کا موقع ہے شام کا وقت ہو گیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بلال لوگوں سے کہو کہ چپ ہو جائیں میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں لبیك اللھم لبیك کی صدائیں جب کچھ دھیمی ہوتیں ہیں تو میرے نبی علیہ السلام کی آواز گونجتی ہے عرفات والو! خوش ہو جاؤ عرش سے رب نے تمہیں سلام بھیجا ہے۔ صحابہ کی حیرت اور خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔

کہاں میں اور کہاں یہ نگہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری غلامی ہمیں میسر نہ آتی تو ہمیں کون عرش سے سلام بھیجتا۔ ہمیں محلے میں کوئی جاننے والا نہیں تھا۔ عرش سے سلام آیا ہے سب بڑے خوش ہیں۔ صائب فکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ہماری نمائندگی بھی کر دی پوچھنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جو ہمیں سلام آیا ہے یہ ہمارے ساتھ ہی خاص ہے یا بعد والوں کو بھی آیا کرے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے صحابہ کا عقیدہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس سوال سے بھی پتہ چل رہا ہے کہ ان کا نبوت کے بارے میں یقین کیا ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہیں سمجھتے کہ پیغمبر کو تو (

معاذ اللہ) کل کی بھی خبر نہیں اگر یہ عقیدہ ہوتا تو قیامت تک کی خبر نہ پوچھتے لیکن انہوں نے پوچھا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بعد والوں کو بھی یہ سلام آیا کرے گا تو میرے نبی علیہ السلام نے بھی فوراً جواب دیا عمر سن لو آج تمہیں بھی یہ سلام آیا ہے اور قیامت تک جو بھی میرا امتی اس وقت یہاں ہو گا اس کو بھی رب کا سلام آئے گا تو پتہ چلا قیامت تک جب سلام آئے گا تو پھر جو بزم وہاں سجی تھی اس پہ جو انعام آیا ہے وہ بھی قیامت تک آئے گا جو اس پیٹرن پر اس موضوع پر آداب پر آداب کے ساتھ جشن منائے گا بزم سجائے گا رب ذوالجلال کی طرف سے اس پر فضل ہو گا اور پھر اس لحاظ سے اس وقت تو ولادت کو ابھی اتنے سال نہیں ہوئے تھے یہ جو صدیوں بعد بھی بھولنے والے نہیں ہیں تو رب ذوالجلال ان پر بھی ضرور ابر کرم برسائے گا۔

یہ ہے اصل محفل کی جو میلاد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے منعقد کی اب اس پر کچھ یہ بھی تبصرہ ہے لوگ کہتے ہیں یہ تم جھنڈیاں لگاتے ہو، صحابہ جھنڈیاں نہیں لگاتے تھے، تم دیگیں پکاتے ہو وہ دیگیں نہیں پکاتے تھے، تم بینر لگاتے ہو وہ بینر نہیں لگاتے تھے یہ چیزیں ثابت کرو تو پھر ہم سمجھیں گے کہ جائز ہے۔

اصل محفل میلاد کی جو روح ہے وہ میں نے تمہارے سامنے حدیث پیش کی ایک نہیں ہمارے پاس اس کے علاوہ بھی متعدد دلائل ہیں چونکہ رب ذوالجلال جب قرآن میں کہہ رہا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۵۸)

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے

اللہ کے فضل اور رحمت کے حصول پر اظہار خوشی کیا جائے تو صحابہ اس پر عمل کر رہے تھے تو اگر فضل صرف ان پر ہوتا ہے تو خوشی صرف وہ کرتے اور اگر ایمان ہمارے کلیجوں میں بھی ہے تو فضل ہم پر بھی ہوا ہے جیسے ان کا خوشی کا انداز تھا ہم پر بھی خوشی کا منانا لازم ہو گیا ہے یہ جو فرق ہے اگر جھنڈیاں دکھاؤ تو پھر ہم میلاد منائیں گے۔

میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور ان لوگوں کو ٹھنڈے دل سے دعوت فکر دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے حالات اور ہیں اور ہماری مصروفیات اور ہیں ہمارے احوال اور ہیں بعد والوں کو ہر بات میں صحابہ کیساتھ ملایا نہیں جا سکتا اور اگر کوئی شخص ایسا کر سکتا ہے تو پھر اس کو اس محفل میلاد کے علاوہ بھی کچھ سوچنا چاہیے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کا گھر ظاہر میں آج کے بنگلوں جیسا نہیں تھا ایک صحابی نے جب گھر اونچا بنایا دوسرے دن نبی علیہ السلام وہاں سے گزرے صحابی جب ملنے آئے تو سرکار نے چہرہ مبارک پھیر لیا سلام نہیں لیا۔اب صحابی کو جب ایسی صورت حال نظر آئی کہ سب کچھ جنہوں نے سرکار کیلئے چھوڑا ہوا تھا ان سے یہ کیسے برداشت ہو سکتا تھا کہ محبوب علیہ الصلاۃ والسلام مجھ سے ناراض رہیں۔لہٰذا وہ صحابی دوستوں سے پوچھنے لگے۔کیا ہوا میرے نبی علیہ السلام ناراض

کیوں ہو گئے ہیں تو دوستوں نے کہا کہ کل تیرے مکان کے پاس سے گزرے تھے تو تیرا اونچا گھر دیکھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا کہ یہ گھر کس کا ہے تو ہم نے بتایا تھا۔اس وقت سے وہ ناراض ہیں صحابی اٹھے اپنا گھر گرایا اور کہنے لگے محبوب جس گھر کو دیکھ کر تم ناراض ہو جاؤ ہمیں چین کیسے آئے گا۔

اب ذرا غور کریں کہ اس وقت صحابی تین منزلہ بھی نہ بنائے اور آج کا امتی دس منزلہ بنا لے اس وقت یاد نہ آئے کہ صحابی کا عمل کیا تھا اور محفل میلاد میں کہے کہ جیسے ان کا عمل تھا ایسے ہی ہونا چاہیے۔وہ صحابہ جو صفہ پر بیٹھنے والے ہیں ایک کپڑا ہے جو زیب تن کیا ہوا ہے اوپر لینے کیلئے کسی کو چادر نہیں ملتی، کسی کو قمیص نہیں ملتی۔اس وقت ان کا یہ زندگی گزارنے کا طریقہ تھا۔

آج اگر کوئی دھوتی پہ گزارا کرتا ہے تو وہ ہم سے مطالبہ کر لے اور اگر بیس بیس سوٹ پہنتا ہے تو پھر وہاں بھی صحابہ کا طرز عمل یاد آنا چاہیے صحابہ آدھی کھجور پر ہفتہ گزارا کریں اور یہ ایک وقت کھانے میں دس ڈشیں استعمال کرے اور اس کو دین سمجھے اور کہے کہ یہ جائز ہے اس واسطے رب ذوالجلال کے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں جس کے پاس نعمتیں ہوں اس کو نعمت کا اظہار بھی کرنا چاہیے۔تو میں کہتا ہوں اگر کپڑے پہنتے وقت نعمت کا اظہار شریعت ہے تو میلاد مناتے وقت بھی جشن کا اظہار شریعت ہے صورت حال کو ٹھنڈے دل سے سوچنے کی ضرورت ہے۔

صحابہ کرام اصل ہیں اور بعد والے فرع ہیں

صحابہ کرام علیہم الرضوان دین کی اصل ہیں اور بعد والے فرع ہیں ۔اصل جڑ کو کہتے ہیں اور فرع ٹہنی کو کہتے ہیں صحابہ جڑ ہیں بعد والے ٹہنی ہیں صحابہ جڑیں اور کتنی گہری جڑیں ۔صدیاں گزر گئیں آج تک اس درخت کو کوئی ہٹا نہیں سکا۔ صحابہ جڑ ہیں،ہم ٹہنی ہیں اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہم اصل نہیں بلکہ ہم جڑ ہیں ۔ جڑ تو صدیق اکبر ہیں، جڑ عمر فاروق ہیں، جڑ حضرت عثمان ہیں، جڑ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ وہ جڑ ہیں بعد میں کوئی غوث ہو قطب ہو جو کچھ بھی ہو جتنا بڑا رتبہ ہو وہ ٹہنی ہے، وہ جڑ نہیں ہے ۔

جڑ اور ٹہنی کا مسلک

جڑ کا اور ٹہنی کا مسلک ایک ہوتا ہے مشن ایک ہوتا ہے مگر خوشبو ٹہنی کے پھول سے آتی ہے سوز جڑ میں ہوتا ہے مگر پھل ٹہنی سے ملتا ہے سایہ زمانے کو ٹہنی سے ملتا ہے جڑ اصل پاور ہے ٹہنی اس کا ایک رکن ہے ۔جڑ کی ڈیوٹی ٹہنی دے رہی ہے ۔مشن ایک، مسلک ایک، ضابطہ، حیثیات بھی ایک لیکن فرق بھی ہے ۔ اگر چہ جڑ اور ٹہنی کا مشن ایک ہے مگر فرق بھی واضح ہے کہ

جڑ پر کوئی پتہ نہیں ہوتا ٹہنی پتوں سے خالی نہیں ہوتی ۔
جڑ پر پھول نہیں ہوتے ٹہنی پر پھول ہوتے ہیں
جڑ نیچے جاتی ہے اور ٹہنی اوپر آتی ہے

جڑ دبی ہوئی ہوتی ہے ٹہنی ننگی ہوتی ہے

جڑ جمی ہوتی ہے ٹہنی وجد بھی کرتی ہے

اب اگر کوئی دنیا کا دانشور کسی ٹہنی کو پکڑ کر بیٹھ جائے اور اسے طعنے دے روزانہ کہے ٹہنی تو بدعتی ہوگئی اس ٹہنی نے کہا کہ تجھے کیا ہوا آگے وہ کہتا ہے کہ تم نے تو جڑ والا مسلک ہی بدل لیا تیری جڑ کا مسلک اور تھا اور تیرا اور ہو گیا تو ٹہنی نے کہا کہ ثبوت پیش کرو تو وہ کہتا ہے کہ یہ پتے ہیں تجھ پر جبکہ تیری جڑ پر تو کوئی پتا نہیں تھا اگر تو جڑ والی ہے جڑ کے مسلک والی ہے تو تجھ پر بھی پتے نہیں ہونے چاہیے تھے تو ٹہنی نے سر ہلا کر کہا زمانے کے بے وقوف میرے پتوں کو تو نے بدعت بنایا ہے جسکی جڑ ہوتی ہے۔ اسکے پتے ضرور ہوتے ہیں جڑ نہ ہو تو پتے نہیں ہوتے جڑ ہو تو پتے ہوتے ہیں اب جڑ اور ٹہنی کا مسلک ایک ہے مگر فرق ہے جڑ کے جڑ ہونے کا لحاظ ہے اور ٹہنی کے ٹہنی ہونے کا لحاظ ہے۔ اب مشن ایک مقصد ایک مگر پھر بھی فرق ہے ٹہنی کو جڑ نہیں بنایا جا سکتا جڑ کو ٹہنی نہیں بنایا جا سکتا۔

صحابہ کرام کا اور ہمارا مسلک ایک ہے

لہٰذا ہمارا اصول ایک ہے صحابہ کے ساتھ، ہمارا مسلک ایک، ہمارا دین ایک مگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے احوال کے مطابق اپنی بزم سجائی ہے اور بعد والوں نے اپنے شوق سے محفل منائی ہے اب دیکھو ناں! بات کرنی آسان ہے جب حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بخاری لکھنے لگے تھے تو یہ ہی

اعتراض ان پر بھی تھا کہ بخاری جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے دوجلدوں میں کتاب نہیں لکھی تو تم کیوں لکھتے ہو، اے امام مسلم تم مسلم شریف کیوں لکھتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے نہیں لکھی۔ تو کیا امام بخاری نے ان لوگوں کی فکر کو قبول کیا؟ نہیں بلکہ انہوں نے کتابیں لکھیں اور بتایا وہ جڑ ہیں ہم ٹہنی ہیں۔ جڑ نے جڑ والے کام کیے اور ٹہنی نے ٹہنی والے کام کیے۔ کیوں کہ ہمیں ہزار کتاب پڑھنے سے بھی وہ علم نہیں آتا جو صحابہ ایک نگاہ دیکھتے تھے تو پڑھ جاتے تھے اب بعد والے کتابیں بھی نہ لکھیں اور وہ نگاہ بھی نہ ملے تو جائیں گے کہاں۔

میرے بھائیو ہم دس گھنٹے کی محفل میلاد منائیں اور سارے خیالات ذہن سے نکال دیں اور گنبد خضریٰ کی طرف متوجہ رہیں، حلیہ مبارک سنتے رہیں، درود وسلام پڑھتے رہیں، سیرت طیبہ کے فضائل کا بیان ہوتا رہے تو دس گھنٹے میں بھی ہمیں وہ لذت نہیں آسکتی جو صحابہ کو ایک سیکنڈ میں آجاتی تھی تو جب ان کا مرتبہ یہ ہے تو ہمیں کیسے ان کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔ اب امام بخاری نے بخاری لکھ کر کہا مجھ پہ کوئی اعتراض نہ کرے وہ جڑ کا اپنا گزارا تھا، ہم ٹہنیوں کا اپنا گزارا ہے، ہم ضرور لکھیں گے کیوں کہ اصل موجود ہے کہ سرکار سے دو صفحے لکھوانا جب حدیث سے ثابت ہے تو پھر دو جلدیں ثابت ہو جائیں گی۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جب بیٹھ کر بزم سجائی ہے تو اس بزم کی پیٹھ پر آج کا یہ پورا گلشن آباد ہو چکا ہے۔صحابہ جڑ ہیں بخاری و مسلم ٹہنی ہیں یہ سارے مدارس ٹہنیاں ہیں، یہ آج کے دور کی مساجد ٹہنیاں ہیں۔اس وقت تو پکی مسجد نہیں ہوتی تھی اس وقت دیر تک فتویٰ رہا کہ مسجدیں جو ہیں انکو پختہ نہ بنایا جائے۔چونا گچ نہ کیا جائے یہی امت میں رائج رہا اور پھر دیکھئے تصوف ہو فقہ ہو اصول حدیث ہو صرف ونحو ہو یہ سب کچھ یہ ٹہنیاں ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی صحابہ کے زمانے میں موجود نہیں تھی سبب یہ تھا کہ ان کو کچھ کرنے کیلئے سارے فنون کی ضرورت نہیں تھی ان کیلئے نگاہ مصطفیٰ علیہ السلام کافی تھی اب دیکھنا جڑ کیلئے جو انداز ہے یقیناً ٹہنی کیلئے نہیں ہاں مسلک ایک ہے مشن ایک ہے اصول، ضابطہ ایک ہے قرآن وسنت میں سے مخالفت کسی چیز کی نہیں ہوگی ہاں فرق جو ہے وہ بنتا جائے گا۔

صحابہ کرام کے جھنڈیاں نہ لگانے کی وجہ

پہلی وجہ:۔اب دیکھو جس زمانے میں قرآن لکھنے کیلئے کاغذ نہ ملتا ہو اور قرآن لکھا جائے ہڈیوں پر،قرآن لکھا جائے پتوں پر،قرآن لکھا جائے پتھروں پر تو اس زمانے میں بارہ ربیع الاول شریف کی جھنڈیوں کو ڈھونڈنا یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

دوسری وجہ:۔حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ احد میں شہید ہو گئے کفن کیلئے کپڑا نہیں تھا وہی دھوتی جو انہوں نے باندھی ہوئی تھی شہادت کے بعد وہی اوپر دی گئی ہے اور پھر کیا ہوا کہ سر پر ڈالتے تھے تو قدم ننگے ہو جاتے تھے قدموں پر ڈالتے تھے تو سر ننگا ہو جاتا تھا کتنی چھوٹی دھوتی تھی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ سید الشہداء ہیں ہمارے نبی علیہ السلام کے چچا ہیں مگر کفن کیلئے کپڑا نہیں مل رہا۔میرے محبوب علیہ السلام فرمانے لگے میرے صحابہ میرے چچا کے سر پر کپڑا ڈال دو قدموں پر اس کے گھاس ڈال دو اب جب حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی تدفین کے وقت کفن کا کپڑا نہ ملتا ہو تو اس زمانے کی بارہ ربیع الاول میں بینر کا کپڑا کہاں سے آئے۔

سوچو بات سوچنے والی ہے تبوک کی طرف قافلہ جا رہا تھا صحیح مسلم (کتاب الایمان) میں موجود ہے میرے نبی علیہ السلام کا کاروان جب جا رہا تھا رستے میں چونکہ سب سے لمبا سفر تبوک والا ہی تھا رستے میں راشن ختم ہو گیا۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تجاویز پیش کیں۔کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ ذبح کر لیں زندگی تو بچائیں تو میرے نبی علیہ السلام کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے کہنے لگے میرے محبوب میری تجویز بھی سن لو۔میں اونٹ کو ذبح کرنے کے حق میں بھی ہوں پھر ہم ذبح کیسے کریں گے۔میں یہ کہتا ہوں جس کے پاس جو بچا ہوا ہے وہ تمہارے سامنے لے آئے۔آپ اس پر ختم پڑھ دیں، دعا مانگ دیں سب کی بوریاں بھر جائیں گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز مان لی گئی اعلان ہو گیا جو کچھ کسی کے پاس ہے وہ لے آئے ڈھیر کر دے اب سارا لشکر ہزاروں پر جو مشتمل ہے ان کے توشہ دان کی تلاشی لی گئی سب نے جو کچھ تھا جھاڑا، اکٹھا کیا کھانے والی چیزیں روٹی کا ٹکڑا کھجور آدھی اور کھجوروں کی گٹھلیاں سب کچھ جمع کر کے لے آئے۔ تو وہ کتنا ڈھیر بنا۔ جتنا بیٹھی ہوئی بکری کا جسم ہوتا ہے۔ اور اس میں واضح تعداد گٹھلیوں کی تھی میرے نبی علیہ السلام نے دعا مانگ دی آج کی پلیٹ پہ دعا مانگے تو شرک کے فتوؤں کی زد میں آجاتا ہے۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے ڈھیر پر دعا مانگ کے قیامت تک کی فتوؤں کے بیج بو دیے وہی ہوا جو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تھے سب کی بوریاں بھر گئیں ساری کمی دور ہوگئی۔ محدثین نے یہاں پر بحث کی ہے کہ اعلان تو یہ ہوا تھا کہ کھانے والی چیزیں لائی جائیں تو گٹھلیاں کیوں لے آئے؟ ڈھیر میں ایک تعداد تو گٹھلیوں کی تھی۔ حالانکہ کھجور تو کھائی جاتی ہے گٹھلی پھینک دی جاتی ہے گٹھلیاں کیوں سٹور کرتے تھے؟ محدثین کہتے ہیں لوگو اعتراض نہ کرو تمہیں پتہ نہیں کہ وہ زمانہ کیسا تھا جب صحابہ جہاد کر رہے تھے کھجور کھا کے گٹھلی نہیں پھینکتے تھے بلکہ سنبھال کے رکھتے تھے اس لئے جب کچھ بھی نہیں ملے گا منہ میں دو گٹھلیاں رکھیں گے ساتھ پانی پئیں گے تو کچھ نہ کچھ پانی میٹھا ہو جائے گا کچھ نہ کچھ غذائیت مل جائے گی۔

صحابہ کرام کے لنگر نہ پکانے کی وجہ

اب سوچو جس زمانے میں گٹھلیوں سے یوں غذائیت حاصل کی جاتی ہو اس زمانے کے بارہ ربیع الاول شریف میں میلاد کے لنگر کی دیگیں ڈھونڈنا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اپنا انداز تھا اس کے مطابق بھرپور طریقے سے انہوں نے بزم کو سجایا اور آج کے احوال کے مطابق بعد میں آنے والی امت نے اپنے انداز میں میلاد منایا ہے۔

صحابہ کرام کا ہر لمحہ ہی محفل میلاد میں

پھر اس سے بھی اگلا مسئلہ ہے اس کو بھی سوچنا چاہیے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنی زندگی میں کسی گستاخ کو سر نہیں اٹھانے دیا۔ان کی چمکتی تلواریں میلاد منا رہی ہیں بدر میں، احد میں، خندق میں، یہ ان کی غیرت ہے اور ہر منٹ ان کا میلاد کا ہے لہٰذا صحابہ کرام کے لئے یہ کہنا کہ سال کے بعد میلاد مناتے تھے یہ تو بڑی دور کی بات ہے وہ تو جس وقت محبوب علیہ السلام کو دیکھتے تھے، درود وسلام پڑھتے تھے اور ہر وقت یہ پیش نظر تھا کہ اگر یہ محبوب علیہ الصلوۃ والسلام نہ ہوتے تو ہم کہاں ہوتے۔یہ محبوب علیہ الصلوۃ والسلام آئے ہیں تو ہمارے سر پر امامت کے تاج سج گئے، ہر لمحہ ان کا تو میلاد کی محفل میں گزرتا تھا

جبکہ ہماری صورت حال ان سے مختلف ہے وہ اس طرح کہ ہماری فضاؤں میں گستاخی کا دھواں ہے اور ہم سے وہ ختم نہیں ہوا ڈنمارک میں خاکے بنے گستاخی

ہوئی اور آج اس ملک پاکستان میں نجمہ ہاؤس کے اندر ڈنمارک سے ایک بہت بڑی گستاخی کی گئی اور یہ بھی انہی لوگوں نے کی جنھوں نے ڈنمارک والی گستاخی کروائی تھی اور وہ کون لوگ ہیں اس عبارت کو پڑھ لیجئے تو پتا چل جائے گا۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

نجمہ ہاؤس کراچی سے جو رسالہ چھپا ہے اس میں کلمۂ اسلام کی تصویریں بنا کر تشریح کی گئی مثلاً اشھد کیلئے ہتھوڑی سندان پر مار کر یہ اشھد کا ترجمہ ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانیت

اب دیکھنا میرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی افضلیت کہ بتاؤ ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کیسے تھے تو یہ سند میں پڑھ رہا ہوں۔

زُهْرِیْ عَنْ سَالِمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

زہری سالم سے اور سالم ابن عمر سے روایت کرتے ہیں۔

جتنی بھی اصول حدیث کی کتابیں ہیں ان سب میں اس سند کو صحیح ترین سندوں میں شمار کیا گیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر عظیم صحابی ہیں وہ کہتے ہیں۔

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِعَيْنَيَّ هَاتَيْنِ

اپنی دونوں آنکھوں کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں میں نے نبی علیہ السلام کو ان دو آنکھوں سے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیسے ہیں کہتے ہیں۔

كَانَ نُوْرًا

آپ نور ہیں۔

آپ کے ہونٹ مبارک نور ہیں یا رخسار مبارک نور ہیں کہتے ہیں۔

كَانَ نُوْرًا كُلَّهٗ

سر کی چوٹی سے لے کر قدم کے ناخن تک نور ہیں۔ بلکہ آگے کہتے ہیں۔

بَلْ نُوْرًا مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ

وہ عام سا نور نہیں بلکہ اللہ کے نور سے نور ہیں۔

یہ درود تاج میں جو ہم (نور من نور اللہ) پڑھتے ہیں یہ ہم نے گھڑا نہیں ہے یہ تو صحابہ کے الفاظ ہیں۔

كَانَ نُوْرًا كُلَّهٗ بَلْ نُوْرًا مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگو! ہمارے نبی علیہ السلام کل نور ہیں اور اللہ کے نور میں سے نور ہیں۔

نور کا کھلونا

یہ ہے ہمارے محبوب علیہ السلام کی افضلیت ہم جو نور کا لفظ بھی بولتے ہیں تو اس سے مراد کوئی نارمل سا نور نہیں ہوتا وہ نارمل نور تو ہمارے نبی علیہ السلام کے کھلونوں کا بھی ہے۔

جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا

پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۵

رب نے سورج کو ضیاء بنایا قمر کو نور بنایا۔

اور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

رَاَیْتُکَ فِی الْمَھْدِ تُنَاغِی الْقَمَرَ وَتُشِیْرُ اِلَیْہِ بِاَصْبِعِکَ

دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی حفظ اللہ تعالی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے تجھے پنگوڑے میں دیکھا تھا جب تم چاند سے باتیں کرتے تھے۔

حَیْثُ اَشَرْتَ اِلَیْہِ مَالَ

جدھر تمہارا اشارہ ہوتا تھا ادھر چاند جھک جاتا تھا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا اشاروں پہ وہ چلتا تھا کھلونا نور کا

وہ ذات جنکا کھلونا نور کا ہو ان کی اپنی نورانیت کیسی ہوگی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کامل کی جھلک

قرآن مجید میں لفظ نور دس معانی پر بولا گیا ہے اور مخلوق انوار میں سے جو پہلے نمبر کا نور ہے وہ ہمارے نبی علیہ السلام کے نور کی کوالٹی ہے وہ کیسی ہے جبریل علیہ السلام کو سب نور مانتے ہیں مگر معراج کی رات جس وقت سدرہ پر پہنچے تھے کہنے لگے۔

لَوْدَنَوْتُ اَنْمُلَۃً لَاحْتَرَقْتُ

(تفسیر کبیر سورۃ النجم زیر آیت ۱۴)

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح باب بدء الخلق)

محبوب اگر ایک پُورے برابر بھی میں آگے گیا تو میں جل جاؤں گا کیوں کہ اللہ کا نور مجھ سے برداشت نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اللہ تعالی کا اتنا پاور فل نور ہے اگر چہ میں بھی نور ہوں مگر مجھ سے برداشت نہیں ہو سکے گا۔

انہوں نے معذرت پیش کر دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا جی نہیں چاہتا کہ آپ کو مکہ شریف سے یہاں لا کر اکیلا چھوڑ دوں۔ حق تو یہ بنتا ہے کہ ساتھ جاؤں مگر میری مجبوری یہ ہے کہ میں ساتھ جا نہیں سکتا میں آگے بڑھا تو پھر بھی آپ کو تنہا ہی جانا پڑے گا کیونکہ اللہ تعالی کے نور سے جل جاؤں گا اور آپ پھر تنہا ہو جاؤ گے تو اسی میں اچھائی ہے کہ آپ چلے جائیں اور میں پیچھے رہ جاؤں اس لئے کہ اگر میں پُورے برابر بھی آگے گیا تو میں جل کے راکھ ہو جاؤں گا یہ جبریل علیہ السلام کا نور ہے۔

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو کیا میرے نبی علیہ السلام نے کیا یہ فیصلہ کیا تھا کہ جبریل جب تم نہیں بچ سکتے تو میں کیسے بچ سکتا ہوں میں بھی واپس جاتا ہوں۔ کیا آقا علیہ الصلوۃ والسلام واپس آ گئے تھے؟ نہیں آگے بڑھے اور کہاں تک گئے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی

(پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۸)

پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا

بلکہ اس سے بھی کم

سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار

کمان کے دو(۲) سروں سے قریب ہو کر جب رب کی ذات کو دیکھا تو کیا بدن جل کے راکھ ہو گیا؟ نہیں اللہ نے اپنے نور کا وہ جلوہ محبوب علیہ الصلوۃ و السلام کو دیا تھا کہ جب میری ذات کا جلوہ تمہارے نور میں پڑے گا تو جبریل تو جل سکتے ہیں محبوب علیہ الصلوۃ والسلام تم نہیں جل سکو گے۔ جبریل کو خطرہ ہے کہ میں جل جاؤں گا سرکار نے یہ نہیں کہا کہ جبریل تم جلو گے تو میں کیسے بچ سکوں گا۔ واپس چلتا ہوں نہیں۔

"اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ دُوْنَ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُوْرٍ

(المعجم الکبیر للطبرانی)

میں آگے بڑھا ستر ہزار پردے میرے بدن سے الگ کر پھٹ گئے میں نے کمان کے دوسروں سے قریب ہو کر اپنے رب کی ذات کو دیکھا۔

لذت کی بات یہ ہے جہاں جبریل علیہ السلام کو اپنے جلنے کا خطرہ تھا۔ وہاں میرے نبی علیہ السلام کے سر پر عمامہ شریف بھی سلامت تھا۔ بدن پر کپڑا بھی سلامت رہا۔ وہ کیسا نور ہے کہ جس کے نور نے کپڑے کو بھی طاقت دے دی ہے۔ رب کی ذات کے جلوے پڑتے رہے مگر پھر بھی وہ محبوب علیہ الصلوۃ

والسلام جنکا نور کامل ہے گھبرائے نہیں بے ہوش نہیں ہوئے۔ قرآن کہتا ہے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

(پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۱۷)

آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی

ٹکٹکی لگا کے نظریں جما کے رب کو دیکھتے رہے۔

بات بڑی قابل غور ہے میں کوئی مجنوں لیلیٰ کی داستان تمہارے سامنے

بیان نہیں کررہا۔ میں تو رب کا قرآن بیان کررہا ہوں۔

کلیم اللہ علیہ السلام کو رب کے دیدار کی چاہت

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیدار چاہا تو اسکا انکار ہو گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قَالَ لَنْ تَرٰنِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرٰنِیْ

فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی

جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا

(پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۴۳)

پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کردیا

اور موسیٰ گرا بے ہوش۔

اللہ نے طور (پہاڑ) پر اپنی صفت کا جلوہ پھینکا تو کیا ہوا طور ریزہ ریزہ ہو

گیا اور انڈر ریکٹ جو کلیم نے جلوہ دیکھا تو ہوش نہ رہ سکے بے ہوش ہو گئے اب جس

رب کی صفت کی ایک جھلک طور پر آ گرے تو طور طور نہ رہ سکے ۔کیا یہ ممکن ہے کہ ہڈیوں اور گوشت کا بندہ عرش پہ چلا جائے اور رب کے پاس سے ہو کر بھی سلامت لوٹ آئے ۔

اب قرآن نے کہا کہ جلوہ طور پر گرا تو طور ریزہ ریزہ ہوا اور جس رب کے جلوے کا جلال طور کو پگھلا دے اس رب کے پاس عرش پہ جا کے کوئی بندہ ہڈیوں اور گوشت والا ہم جیسا بچ کے آسکتا تھا نہیں تو ماننا پڑے گا ہم جیسے وہ نہیں انکو رب نے وہ نور دیا ہے کہ جب وہاں سے ہو کے صحیح سلامت واپس آ گئے تھے تو دنیا کو بتایا جا رہا تھا کہ طور کا معاملہ اور ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ اور ہے جو بدن رب کی تجلیوں کی گرمی کے سامنے پگھل نہ سکا برقرار رہا آخر وہ افضلیت ہماری عقل کے ترازو پر تولی نہیں جا سکتی لیکن ان احمقوں نے جو رسالہ چھاپہ کراچی سے اس میں کیا لکھا ہے عبــــــد کی تفسیر کرتے ہوئے (معاذاللہ) ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ بتایا گیا یورپ کے وہ خاکے کہ اور یہ ہڈیوں کا ڈھانچہ جیسے یہ بجلی کے پولوں پہ خطرے کی علامت ہوتی ہے ایک ڈراؤنی سے شکل معاذاللہ ایسی کھوپڑی اور پورا ڈھانچہ اور ساتھ ٹوٹا ہوا ایک قدم رکھا ہے ۔

جس پہ پٹی لپٹی ہوئی ہے اور نیچے لکھا ہوا ہے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اتنی بڑی گستاخی وہ بھی نہ کر سکے یہ بننے والے مسلم کی عادتیں ہم نے

کئی سال پہلے کہا تھا۔ کہ وہ ہمارا بھی عقیدہ ہے ان آیات کو پڑھنے کا ہم بشر مانتے ہیں مگر پس منظر دیکھ کے بیان کرو کہ وہ بشریت ہم جیسی نہیں وہ بشریت بھی سب سے اعلیٰ ہے۔ مگر اب وہ گندبا ہر نکل آیا جس نے غیروں کو یہ جرأت اور جسارت دی کہ وہ خاکے بنارہے ہیں کہ خود آیات لکھ کے محبوب علیہ السلام کی کتنی توہین کی جارہی ہے تو

دور حاضر میں محفل میلاد کی ضرورت

میرے بھائیو! جس ماحول میں اتنا زہر اگلا جارہا ہو تو ہم اس ماحول میں اگر محبت کا چھڑکاؤ نہیں کریں گے تو ایمان بچے گا کیسے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اندازہ اور تھا انہوں نے گستاخی کے سارے دھوئیں ختم کردیئے تھے ہم سے اگر وہ نہ ہوسکے تو کم از کم یہ تو ہم ضرور کریں گے اور یہ جائز ہی نہیں بلکہ محفل میلاد واجب ہوگئی ہے کہ دنیا کو بتایا جائے ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام وہ نہیں کہ جن کے یہ ڈھانچے بنائے جارہے ہیں ہمارے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام تو وہ ہیں جو اللہ کے خاص جلوؤں کی ایک تجلی ہیں۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مسئلہ اصول

اس بات کو سمجھنے کیلئے اصول ذہن میں رکھنا چاہیے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ اصول کا یوں سمجھایا کہ ایک شخص کے گھر میں آگ لگ گئی

ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وقت وقت سے حکم بدل جاتا ہے اصل ایک قرآن مجید کی آیت کی مخالفت نہیں ہوگی۔ حدیث کی مخالفت نہیں ہوگی۔ مگر مسئلہ صورت حال کو دیکھ کر بتایا جائے گا۔

مثلاً ایک شخص کے گھر میں آگ لگ گئی اندر کمرے میں دو چیزیں پڑی تھیں ایک پیسوں سے بھری بوری پڑی تھی اور دوسری کرسی بطور مثال، جب آگ لگی تو ٹائم اتنا تھا کہ صرف ایک چیز کو اٹھایا جا سکتا تھا ایک چیز دوسری کے اٹھاتے جل جائے گی۔ وہ عقل مند تھا اس نے فیصلہ کیا کہ یہ بوری پیسوں کی زیادہ قیمتی ہے جس سے ہزاروں کرسیاں آجائیں گی کرسی اٹھاؤں گا بوری جل جائے گی تو پھر نقصان زیادہ ہوگا لہٰذا اس نے بوری اٹھائی واپس آنے تک کرسی جل گئی باہر تماشاؤں کا رش تھا سارے دیکھ رہے تھے کہ دو چیزیں تھیں اس نے کیا اٹھائی یہ دیکھنے کے بعد سارے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

چند دنوں کے بعد ان تماشیوں میں سے ایک بندے کے گھر ہفتہ بعد آگ لگ گئی اب اس کے گھر جب آگ لگی تو اس کے کمرے میں بھی دو چیزیں تھیں ایک اس کا دو سالہ بیٹا تھا اور دوسر پیسوں سے بھرا تھیلا تھا۔ اب وقت اتنا ہے کہ صرف ایک ہی اٹھا سکتا ہے۔ اب یہ ہے مکھی پر مکھی مارنا

اور یہ ہے تدبر کے بغیر دین کی بات کرنا ، یہ بغیر فقاہت کے دین کو گھڑ لینا
اب جس وقت اس نے سوچا تو کہنے لگا وہ بندہ جس کو سارے عقل مند کہتے
تھے اس کے گھر آگ لگی تھی تو اس نے بھی پیسوں والا تھیلا اٹھایا تھا تو مجھے بھی
یہ کام کرنا چاہیے لہٰذا گیا پیسوں والا تھیلا اٹھایا واپس لوٹا تو بیٹا جل چکا تھا
لوگوں نے کہا کتنا بے وقوف ہے تو ۔تو نے بیٹا کیوں نہیں اٹھایا یہ ہزار تھیلا
بھی تو دے دے بیٹا تجھے نہیں ملے گا تو نے بیٹا اٹھانا تھا ۔تو سب کو کہتا ہے کہ
مجھے تم بے وقوف کہتے ہو کل جس نے تھیلا اٹھایا تھا اسے تم عقل مند کہتے ہو
اگر وہ عقلمند ہے تو میں بھی عقلمند ہوں لوگوں نے کہا نہیں اس کو عقلمند اس لیے کہا
تھا کہ جب اس نے تھیلہ اٹھایا تھا تو اس کا بیٹا اندر نہیں تھا ۔تیرا بیٹا تو ہزار
مرتبہ تھیلے سے قیمتی تھا تجھے اپنی صورت حال کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے تھا
تجھے مکھی پہ مکھی نہیں مارنی چاہیے تھی ۔

لہٰذا ہم ان دونوں کو دعوت فکر دیتے ہیں جو آج ٹہنی کو جڑ کے دعوے کر
کے ٹہنی کو جڑ کا پابند کرنا چاہتے ہم بتاتے ہیں کہ جب گستاخیوں کا دھواں
ابل رہا ہو اس وقت محفل میلاد کا یہ پروگرام نفلی نہیں واجب ہو جاتا ہے ۔

خارجیوں کا سیرت بیان کرنے کا انداز

اب دیکھئے کہ جس وقت لوگوں کو مقام نبوت کی شناخت معاشرے

میں یوں کرائی جائے پھر کتابوں میں اور سیرت النبی علیہ السلام کے جلسے کر کے یہ سمجھایا جائے کہ وہ (معاذ اللہ) ڈاکیے کی طرح تھے ڈاک دے کر چلے گئے ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہاں یہ ہے کہ ان پر وحی اترتی ہے، ہم پر نہیں اترتی یہ بھی بڑی مشکل سے فرق مانتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ نبی کو بڑا مانو تو صرف اتنا جتنا بڑا بھائی ہوتا ہے اور جتنا گاؤں کا چوہدری ہوتا ہے یہ ہے تبلیغ اور یہ ہے ان کی سیرت تو ہم اس وقت یہ بتانا چاہتے ہیں۔

فلک کو اس بلندی پر بھی وہ عظمت نہیں حاصل

جبینِ خاک سے پوچھو مقام نقش پا کیا ہے

کہ ان کا پیکر تو پیکر رہا جہاں ان کے قدم لگ جائیں وہ زمین بھی آسمان بن جاتی ہے

صحابہ کرام اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بخاری شریف میں ہے حدیبیہ کے مقام پر حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے سفیر بن کر آئے جب انہوں نے وہاں کا منظر دیکھا تو سب کچھ بھول گئے واپس قریش کے پاس جا کر کہنے لگے۔

جس دن سے مدینہ دیکھ لیا ہم ساری بہاریں بھول گئے۔

اے قریش مکہ میں قیصر کے پاس گیا، میں کسریٰ کے پاس گیا، میں نجاشی کے پاس گیا، مجھے رب کعبہ کی قسم ہے میں نے وہ چمک کہیں نہیں

دیکھی جو میں حدیبیہ میں دیکھ کے آیا ہوں۔قریش نے کہا عروہ بتا تم نے کیا دیکھا قیصر کی سونے کی کرسیوں سے تجھے کچھ نہیں ہوا اور حدیبیہ میں تو چٹوں کے بچھاؤنے تھے تو کیا دیکھ کے آگیا ہے تو کہنے لگے

وَاللّٰهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا

صحیح البخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۳۷۹ قدیمی کتب خانہ کراچی

میں نے دنیا میں کسی بادشاہ کی وہ تعظیم نہیں دیکھی جو تعظیم انکے صحابہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرتے ہیں آج تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرک کے فتوے لگتے ہیں مگر یہ جس وقت آیا تو مشرک تھا اور وہ اتنا بڑا ان کا لیڈر تھا کہ نبوت کا کینیڈیٹ انہوں نے بنایا ہوا تھا قرآن میں ذکر ہے

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ

پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۳۱

اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر وہ مشرکین کہتے تھے کہ رب کو یا تو قرآن عروہ پر اتارنا تھا یا ولید پر اتارنا تھا لیکن یا اللہ تو نے قرآن کہاں اتار دیا وہ عروہ جس وقت صحابہ کی تعظیم کو دیکھتے ہیں تو شرک مٹتا ہے ایمان آجاتا ہے اب کیا دیکھا کہنے لگے میں نے دنیا میں کسی بادشاہ کی وہ تعظیم نہیں دیکھی جو تعظیم صحابہ اپنے نبی علیہ السلام کی کرتے ہیں وہ تعظیم کیا تھی پانچ باتیں انہوں نے بیان کیں۔وہ پانچوں کی

پانچوں اس وقت سنی کے سینے میں موجود ہیں ان میں سے پہلی کیا تھی کہنے لگے۔

وَاللّٰہِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَۃً اِلَّا وَقَعَتْ فِی کَفِّ رَجُلٍ مِنْھُمْ فَدَلَکَ بِھَا وَجْھَہُ وَجِلْدَہُ

کہتے ہیں اور تو اور رہا ان کے نبی علیہ السلام اگر تھوک مبارک اپنے ہونٹوں سے جدا کریں ان کے صحابہ کرام زمین پر نہیں گرنے دیتے ہاتھوں پہ سجاتے ہیں اور ہاتھوں پہ لے کے کپڑوں سے صاف نہیں کرتے۔

فَدَلَکَ بِھَا وَجْھَہُ وَجِلْدَہُ

صحیح البخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۷۹ قدیمی کتب خانہ کراچی

جسکو ملے وہ ماتھے پہ لگاتا ہے۔ اس بات کو دیکھ کے کافر کا کفر مٹا، اس بات کو دیکھا تو اسے پتہ چلا کہ رب ایک ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق سے پتہ چلا کہ رب ایک ہے اور پھر ان کے دل میں توحید آئی تو سبب کیا تھا؟ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی علیہ السلام کے تھوک مبارک کا جو ادب کیا اور یہ تھوک کا لفظ مجھے پسند نہیں صرف ترجمے کیلئے بول رہا ہوں۔

لعاب دہن کی برکت

میرے نبی علیہ السلام کا لعاب دہن وہ کوئی تھوک تو نہیں وہ تو لوح محفوظ کا

شبنم ہے، وہ تو وحی الٰہی کی خوشبو ہے، وہ تو سوز یقیں ہے، وہ منبع ایمان ہے، وہ تو
چشم رحمت کی جھاگ ہے، جب گل قدس کی پتیوں سے وہ جھاگ جدا ہوتا ہے
صحابہ نیچے نہیں گرنے دیتے ہاتھوں پہ لگاتے ہیں اور دنیا والوں کو بتاتے ہیں
جن کے لعاب کی مثال نہ ہو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال کہاں
سے آئے گی۔

یہ وہ دین ہے کہ جس میں انہوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ ادب، یہ
انداز دیکھا تو پرانا کفر ٹوٹ گیا لہٰذا اس ماحول میں یہ ہم تو بیان کر سکتے ہیں۔لیکن
دوسرے کیمپ والے بیان نہیں کر سکتے تجربہ کر کے دیکھ لو۔ایک طرف کا ایک ان
پڑھ کسان کھڑا کرلو اور دوسری طرف اس کیمپ کا شیخ الحدیث کھڑا کرلو اور
دونوں سے پوچھو نبی علیہ السلام کے لعاب کی ویلیو کیا ہے۔؟ اگر تمھیں مل جائے
تو کیا دو گے۔تو جو ذات کی برابری کرے وہ لعاب کی عظمت کیا بیان کرے گا۔
مگر اس سنی سے پوچھو جو شیخ طریقت نہیں، عالم دین نہیں ان پڑھ ہے مگر وہ کہے گا
جان دے دوں گا لعاب دہن لے لوں گا

اس طرف بھی آدمی ہے اس طرف بھی آدمی ہے مگر فرق اتنا ہے کہ ان کے
بوٹوں پہ چمک ہے ان کے چہرے پر نہیں۔لیکن ادھر ان پڑھ کسان کے چہرے
پر اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت کی چمک موجود رہتی ہے۔

صحابہ کرام کا عمل ہمارے لئے چمک

اس واسطے کہ رب ذوالجلال نے وہ صحابہ والی چمک ہمیں عطا فرمائی
ہے اب قول فیصل یہ ہے کہ دنیا کے کسی چوک میں کھڑے ہو جاؤ فیصلہ کروا

کے دیکھ لو میں نے درجنوں ممالک کے نمائندہ اجتماعات میں اپنے دلائل پیش کیے ہیں آج تک کوئی جواب نہیں دے سکا۔

صحابہ کرام تھرمامیٹر ہیں ایمان چیک کرنے کا۔ایک طرف نبوت کا یہ بیان کیا جا رہا ہے تھا کہ گاؤں کا چوہدری مانو،بڑا بھائی مانو اور دوسری طرف ہم ہیں اور فیصلہ صحابہ سے کروانا ہے۔

اب میرے بھائیو بتاؤ جو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن ماتھے پہ لگا رہے تھے تو وہ کیا بتا رہے تھے کہ بعد والو!ہوش سے بولنا بڑے بھائی کا تھوک کون ماتھے پہ لگاتا ہے گاؤں کے چوہدری اور ڈا کیے کا تھوک کون دیکھتا ہے۔

یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ

کون روتا ہے لپٹ کے درو دیوار کے ساتھ

یہ تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن ہے۔

لہٰذا حدیبیہ کا فیصلہ یہ ہے کہ اے اہل حق!نبوت کو یوں مانو جیسے حدیبیہ والوں نے مانا ہے اور حدیبیہ والوں نے یوں مانا ہے کہ جن کے لعاب کی مثال نہ ہو رسالت مآبصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال کہاں سے آئے گی اور یہ حدیبیہ میں بیٹھنے والے کوئی بدو تو نہیں تھے،ان پڑھ تو نہیں تھے،ملنگ تو نہیں تھے،تو ہم پرست تو نہیں تھے۔بھائیو!ہوش سے بولنا یہ تو صدیق وعمر تھے،طلحہ وزبیر تھے،سعد وسعید تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

نبی علیہ السلام کا لعاب دہن ماتھے پہ لگایا ہے اور دنیا والوں کو بتایا ہے کہ یہ وہ محبوب ہیں کہ جو چیزیں اوروں کی مرکز نفرت ہوتی ہیں ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ چیزیں بھی سر چشمہ محبت ہوتی ہیں اس واسطے اب یہ وہ چیزیں ہیں جو ہم تو بیان کر سکتے ہیں دوسرا کون بیان کرے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

تو اس واسطے گستاخوں کے دور میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی نے مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ ہم گائے ذبح کریں یا بھینس برابر کا مسئلہ ہے لیکن جب ہندوستان متحد تھا اس وقت ہندوؤں کی تحریک (گاؤ کے تقدس) کی چلی اور گاؤ کے بارے میں مجدد سے کہنے لگے وہ گائے ذبح نہیں کر سکتے جزیہ دینا قبول کر لیں گے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی کہنے لگے

ذبح بقرہ در ہندوستان از اعظم شعار اسلام است

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ دوم مکتوب نمبر ۸۱)

ہندوستان میں گائے کی قربانی اسلام کے بڑے شعار سے ہے

مسلمانو! اب گائے کو ذبح کرنا صرف جائز ہی نہیں رہا بلکہ اب تم پر گائے کو ذبح کرنا واجب ہو گیا ہے تا کہ جنہوں نے اس کو الٰہ بنا رکھا ہے ان کے سامنے شوکت اسلام کا اظہار کیا جائے میرے بھائیو! وقت وقت سے حکم بدل جاتا ہے جب گستاخیوں سے فضا زہریلی ہو رہی ہو تو اس وقت

محفل میلاد جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہو جاتی ہے۔

شیخ محمد عیسی کا قول

دبئی کے سابق وزیر اوقاف شیخ محمد عیسی مانع حمیری سے کسی نے پوچھا

هَلْ نَحْتَفِلُ نَعَمْ نَحْتَفِلُ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ وَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ وَفِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ وَفِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ

کیا محفل میلاد منائیں تو وہ کہتے ہیں۔ہاں ہم

فِيْ كُلِّ سَنَةٍ ہر سال میں فِيْ كُلِّ شَهْرٍ ہر مہینہ میں

وَفِيْ كُلِّ يَوْمٍ ہر دن میں وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ ہر گھنٹے میں

وَفِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ ہر آن میں میلاد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں

اس واسطے کے ان کا لایا ہوا نور اور ایمان جب ہر آن میں ہمارے اندر موجود ہے تو پھر خوشی کا اظہار بھی ہر وقت ہونا چاہیے۔

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقاضا

میں اپنی بات کو اس پہ ختم کرتا ہوں کہ آج جس ماحول میں ہم ہیں محفل میلاد منعقد کرنے کا ہم سے یہ تقاضا ہے ہم اپنی بیٹری چارج کریں اور اندھیروں میں چراغاں کریں صرف بیٹری چارج کر کے پھر سو جانا یہ کوئی مقصد پورا نہیں ہونا۔بیٹری چارج کروا پنی دکان میں، چراغاں کروا پنے

محلے میں، چراغاں کرو اپنی فیکٹری میں، چراغاں کرو جس ماحول میں رہتے ہو، نماز بتاؤ، روزہ بتاؤ، حج بتاؤ، لوگوں کو مسجد کی طرف لاؤ، نام نہاد روشن خیالی کا بھی مقابلہ کرو اور بدعقیدگی کا بھی مقابلہ کرو یہ ہمارے پاس بیٹری ہے جو ان باتوں سے چارج ہوتی ہے لہٰذا چارج کر کے چراغاں کرنا یہ سب سے بڑا اس محفل میلاد کا تقاضا ہے۔

میں اپنی بات کو اس بات پہ ختم کرنا چاہتا ہوں

لٹک جانا تو آتا ہے اٹک جانا نہیں آتا
کسی کے رعب سے پیچھے دبک جانا نہیں آتا
میں غنچہ ہوں جو کھل جائے زمین حرم کعبہ میں
مجھے ایوان شاہی میں چٹک جانا نہیں آتا
رہ طیبہ میں کر لیں گے ہو جتنی آبلہ پائی
نجد، دیو بند کے رستوں میں بھٹک جانا نہیں آتا
گزر اوقات کر لیں گے کسی بھی پیڑ کے نیچے
مگر گستاخ بنگلے میں پھٹک جانا نہیں آتا
غلامان مجدد ہیں رضا کی فکر کے بیٹے
کسی کے دانے پانی پہ لپک جانا نہیں آتا

شہ بغداد کے سائے میں میں نے آبرو پائی
مجھے خالی تصنع سے چمک جانا نہیں آتا
علم میں پختگی پائی محمد کی عطا ہے
سوائے فکر نورانی دمک جانا نہیں آتا
جلالی ہوں پلا ہوں وادیٔ احرار بھکھی میں
رزم گاہ حقیقت سے کھسک جانا نہیں آتا
خدا توفیق دے آصف بڑھیں گے آخری دم تک
ہمیں رستے میں آنکھوں کا جھپک جانا نہیں آتا

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین